https://alamin.tuf.edu.pk/
Al-Amīn الامين (Faiṣalābād)
ISSN (print): 2790-6507; ISSN (online): 2790-6515
Volume 2; Issue 2; Article No. 24020203

RESEARCH ARTICLE

متکلمین اشاعرہ اور ماتریدیہ کی تصنیفی خدمات کا جائزہ

An Overview of the Writings of the Ash'arite and Maturidi Theologians

Farhan Akhtar
Islamic Studies department
Dar-ul-Madina International University, Islamabad.
Email: farhan35859@gmail.com
Muhammad Khalid Raza
Department of Islamic Studies
The University of Faisalabad.

Paper history
Received: 20 September 2024
Revised:18 October 2024
Accepted: 20 November 2024
Published online: 12 December 2024

Abstract

There are two types of religious sciences, one is related to action, which is called the science of jurisprudence and the science of branches, and the other is related to belief, which is called the science of theology and the science of principles. The science of theology is also called the science of belief and the science of monotheism and attributes. In the science of jurisprudence, acts of worship, transactions, disputes and crimes, etc., all matters related to action come under the science of faith and belief, and in the science of beliefs and the science of theology, those matters that are related to faith and belief are discussed, such as the existence of Allah Almighty, His oneness and other attributes, the existence of angels, revelation, prophet hood, destiny, gathering and spreading, heaven and hell, etc. During the era of the Prophet and the era of the Companions, the science of theology was not codified as an art, because due to the blessings of the company of the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him), the Companions were firm in their beliefs, and there were few differences in religion, which made it necessary to explain the beliefs with the details that are required in codification. But after the era of the Companions, when differences arose in the principles of religion, and separate sects began to emerge, there was a need to organize and compile the principles of religion, so that the details of negation and affirmation of religion could be established on a solid foundation, and detailed answers could be given to the doubts raised regarding religious matters. The science of theology and the science of faith, which deals with detailed arguments, are called the science of theology and the science of faith. The reason for giving it the name science of theology is either that the most important and controversial discussion of this art is related to the attribute of speech of Allah Almighty, or that after acquiring this art, one gains the power to research the Sharia and to speak on the refutations of the deniers.

Keywords

Religious Sciences, Jurisprudence, Belief, Refutations, Principles.

© 2024The Authors. Al-Amīn (Faiṣalābād) published by The University of Faisalabad, Faisalabad, Pakistan
This is an open access article under the terms of the Creative Commons Attribution License, which permits commercial use, distribution and reproduction in any medium, provided the original work is properly cited

تعارف

دینی علوم کی دو قسمیں ہیں، ایک کا تعلق عمل سے ہے جس کوعلم فقہ وعلم الفروع کہا جاتا ہے، دوسرے کا تعلق عقیدہ سے ہے جس کوعلم کلام اورعلم الاصول کہا جاتا ہے۔ علم کلام کو ہی علم العقیدہ اور علم التوحید والصفات بھی کہا جاتا ہے۔ علم فقہ میں عبادات، معاملات ، خصومات اور جنایات وغیرہ وہ سارے امور آتے ہیں جوعمل سے متعلق ہوتے ہیں، اور علم العقائد والکلام میں ان امور سے بحث کی جاتی ہے جن کا تعلق ایمان اور عقیدہ سے ہے، مثلا اللہ تعالی کا وجود، اس کی وحدانیت اور دیگر صفات، فرشتوں کا وجود، وحی ، رسالت، تقدیر، حشرونشر، جنت و جہنم وغیرہ۔

علم کلام کی تدوین اور تاریخ

عہد رسالت اور عہد صحابہ میں علم کلام ایک فن کی حیثیت سے مدون نہ تھا، کیوں کہ حضور اقدس ﷺ کی صحبت کی برکت سے صحابہ کرام عقائد میں راسخ تھے، اور دین میں اختلافات بھی کم تھے، جس کے سبب ضرورت تھی کہ عقائد کو ان تفصیلات کے ساتھ بیان کیا جائے جس کا تقاضا تدوین میں ہوتا ہے ۔ لیکن عہد صحابہ کے بعد جب اصول دین میں اختلافات پیدا ہوئے، اور الگ الگ فرقے وجود میں آنے لگے تو اصول دین کی ترتیب و تدوین کی ضرورت پڑی، تا کہ نفی و اثبات دین کی تفصیلات کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا جائے، اور امور دین کے متعلق جو شبہات وارد کیے جاتے ہیں ان کے تفصیلی جوابات دیئے جائیں۔ انھیں دینی عقائد کو تفصیلی دلائل کے ساتھ جانے کا نام علم کلام اورعلم العقیدۃ ہے۔ اسے علم کلام نام دینے کا سبب یا تو یہ ہے کہ اس فن کی سب سے اہم اور نزاعی بحث اللہ تعالی کی صفت کلام سے متعلق ہے، یا یہ کہ اس فن کو حاصل کر لینے کے بعد شرعیات کی تحقیق اور منکرین کے ردوانکارپرکلام کرنے کی قدرت حاصل ہوجاتی ہے۔

اسلام میں معتزلہ وہ پہلا گروہ تھا جس نے عقائد کے باب میں ظاہر سنت رسول ﷺاور صحابہ کے مذہب کے خلاف عقلی بنیادوں پر اصول و قواعد کی بناڈالی۔

اس کا قصہ یہ ہوا کہ معتزلہ کے سردار واصل بن عطانے حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کی مجلس سے یہ کہتے ہوئے علیحدگی اختیار کر لی کہ جو گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے وہ مومن ہے نہ کافر، یعنی ایمان وکفر کے درمیان ایک منزل کا قائل ہوا، یہ دین میں نئی بات تھی، حضرت حسن بصری نے فرمایا"لقد إعتزل عنا"" یہ ہم سے الگ ہو گیا۔"

اس طرح اس کے گروہ کانام معتزلہ (الگ ہونے والا) پڑا لیکن معتزلہ خودکو" اصحاب العدل والتوحید" کہتے ہیں ۔آغاز میں اس فن کی کمان معتزلہ کے ہاتھ میں تھی ، انھوں نے اسلام مخالف جماعتوں کو جو اسلامی معتقدات پرعقلی اعتراضات کرتے تھے عقلیات ہی سے جوابات دیئے، چنانچہ اسلامی اصول و احکام میں معتزلہ کی ابحاث کچھ لوگوں میں مقبول ہونے لگیں، یہاں تک کہ صحابی رسول حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کی نسل سے حضرت امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالی عنہ منظر عام پر آئے جو اس وقت تک معتزلہ کے گروہ میں شامل تھے، ایک بار انھوں نے اپنے استاد ابوعلی جبائی سے کہا: تین بھائیوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن میں ایک نافرمان ہو کر مرا، دوسرا نیکوکار ہو کر اور تیسرا بچپن ہی میں فوت ہو گیا۔ بولا: پہلا جہنم میں جائے گا، دوسرا جنت میں ، اور تیسرے کو نہ ثواب ہوگا نہ عذاب ۔ اس پر امام اشعری نے کہا: اگر تیسراشخص رب سے عرض کرےاے میرے پروردگار! مجھے صغر سنی میں کیوں وفات دی؟ مجھے بڑا ہونے کیوں نہ دیا کہ تجھ پر ایمان لاتا اور تیری اطاعت کر کے جنت میں داخل ہوتا؟ تورب کیا کہےگا؟ بولا: رب کا ارشاد ہو گا: مجھے تیرے بارے میں معلوم تھا کہ تو بڑا ہو کر نا فرمانی کرتا اورجہنم میں جاتا، تو تیرے لیے بہتر تھا کہ تو صغرسنی میں وفات پا جائے۔ امام اشعری نے کہا: اگر دوسرا بولے: اے میرے پروردگار! مجھے چھوٹی عمر میں وفات کیوں نہ دی ؟ تا کہ میں تیری نافرمانی نہ کرتا اور جہنم میں نہ جاتا تو رب کیا ارشاد فرمائے گا؟ اس پر جبائی لا جواب ہوگیا۔لہذا امام ابوالحسن اشعری نے اس کا مذہب ترک کر دیا ، پھر معتزلہ کا رد اور سنت کی حمایت شروع کردی۔ چنانچہ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت آپ ہی کی راہ پر چل پڑی جو بعد کو "اہل سنت و جماعت "مشہور ہوئے۔[1]

متکلمین اہل سنت کی دو جماعتیں متقدمین ومتاخرین

اہل سنت و جماعت کے ذریعے جوعلم کلام مدون ہوا اس کو دونہج پرتقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(1) متقدمین کا علم کلام۔ (۲) متاخرین کا علم کلام ۔

متقدمین کا علم کلام دلائل قطعیہ پر مبنی تھا جس کی اکثر ابحاث دلائل سمعیہ یعنی قرآن و حدیث سے مؤید تھیں، یعنی اس میں فلسفہ کا اختلاط نہ تھا، یہی وجہ ہے کہ ان کا زیادہ تر اختلاف اسلامی فرقوں خصوصا معتزلہ سے تھا۔

پھر یونانی فلسفہ کا عربی میں ترجمہ ہوا اور مسلمانوں نے بھی اس میں دلچسپی لی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ علم کلام

کے ساتھ فلسفہ کا خلط ملط شروع ہوگیا علم کلام کے ساتھ فلسفہ کا اختلاط اس لیے ہواکے علم کلام کے مباحث کو فلسفہ کے اصول و مباحث پربھی ثابت کیا جائے اور ساتھ ہی فلسفہ کے فاسد نظریات کا ردوابطال کیا جائے۔ چنانچہ علم کلام میں طبعیات و الہیات وریاضیات شامل کرلی گئیں، یہ متاخرین کا علم کلام ہے۔ متاخرین کے علم کلام میں فلسفہ کے اثر ورسوخ اور اس کی بحثوں کا فلسفیانہ رنگ و آہنگ ہی وہ سبب ہے کہ بہت اکابر علمائے امت نے علم کلام سے منع کیا، اور اس سے تعلیم یا تعلم کسی طرح کا شغل رکھنے والوں کی مذمت کی ہے۔ یہ ممانعت دراصل ان لوگوں کو ہے جو اس کے اہل نہیں، کیوں کہ علم کلام کی بحثوں میں اگر خطا ہو جائے تو دین و ایمان کو خطرہ لاحق ہوجاتا ہے، نیز یہ مذمت ان متعصبین کی ہے جو لوگوں کے عقائد میں خلل ڈالنے کے مقصد سے علم کلام سے بحث کرتے ہیں۔ [2]

اہلسنت کے دو گروہ اشعری اور ماتریدی

بعد میں اہل سنت و جماعت کاعلم کلام بھی دو گروہ میں تقسیم ہوگیا۔ ایک کے سرخیل حضرت امام ابولحسن اشعری قرار پائے جن کے متبعین کو" اشاعرہ" کہا جاتا ہے، اور دوسرے کے قائد حضرت امام ابو منصور ماتریدی ہوئے جن کے متبعین کو ماتریدیہ کہا جا تا ہے۔ان دونوں کا اختلاف کافی حد تک لفظی یعنی تعبیر وتوجیہ کا ہے، ورنہ یہ دونوں اہل سنت و جماعت ہی کے مذہب ہیں، اور دونوں اہل حق ہیں ۔ ان کے سوا متعددگروہ پیدا ہوئے جو جادہ حق سے ہٹ جانے کے سبب گمراہ اور باطل قرار پائے، جن میں معتزلہ، کرامیہ، جبریہ، قدریہ، مشبہ، خوارج اور روافض مشہور فرق ہوئے۔علم کلام کے حوالے سے اشاعرہ اور ماتریدیہ کی تصنیفی خدمات گراں قدر ہیں جو کہ تعلیم و تعلم کے ساتھ شغف رکھنے والوں کے لئے نہایت قیمتی اثاثہ ہیں،جن میں سے چند ایک کاتذکرہ درج ذیل ہے

کتب اشاعرہ

مقالات الاسلامیین و اختلاف المصلین

یہ کتاب امام اہل سنت امام ابولحسن علی بن اسماعیل اشعری کی تصنیف ہے۔ اس میں آپ نے صدر اسلام سے اپنے عہد تک مسلمانوں کے مابین رونما ہونے والے اختلافات اور ان کی بنا پر پیدا ہونے والے مختلف نظریات اور مذاہب کا ذکر کیا ہے۔ آغاز" امہات الفرق"سے کیا ہے جو دس ہیں، پھر ان دسوں فرقوں کے ذیلی فرقے کا تفصیلی ذکر کیا ، اور ان کے اقوال ونظریات بھی پیش کیے ، مجموعی اقوال ونظریات کی تعداد (۳۰۲) ہے۔ یہ کتاب چونکہ امام الاشاعرہ حضرت امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف منسوب ہے اس لیے اقوال و مذاہب کے تعلق سے یہ بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

الاقتصاد فی الاعتقاد

یہ امام غزالی شافعی اشعری غزالی کی کتاب ہے جوچار تمہید اور چار مقاصد پرمشتمل ہے،جن کے ضمن میں وجود باری تعالی سے لے کر امامت تک کا مفصل بیان ہے۔ اس کے آخر میں تکفیر کے اصول بیان کیے گئے ہیں ۔ اس کتاب کے آغاز میں امام غزالی فرماتے ہیں کہ اعتقاد میں افراط وتفریط کی بجائے اعتدال و میانہ روی ہونا چاہیے نہ کہ وہ جوحشویہ کا طریق کار ہے کہ اندھی تقلید کرنا اور ظواہر کو ہر حال میں ظاہر پرمحمول کرنا ، اور نہ وہ جو فلاسفر اور معتزلہ کا طریق کار ہے کہ ہر بات میں عقل کا گھوڑا دوڑانا۔ بلکہ جادہ حق یہ ہے کہ تقاضائے عقل اور تقاضائے شرع دونوں کو ملحوظ خاطر رکھا جائے ۔ کیوں کہ شرع منقول وحق معقول میں کوئی تضاد ہیں، اسی لیے اس کتاب کا نام آپ نے "الاقتصاد فی الاعتقاد" رکھا، یہ کتاب اہل سنت و جماعت کے معتقدات کی بنیادی کتاب مانی جاتی ہے۔ امام غزالی کی ایک تصنیف"تہافۃ الفلاسفہ" بھی علم کلام کی اہم کتاب ہے جو دراصل فلاسفہ کے اصول ونظریات کے رد پرمشتمل ہے۔[3]

کتاب الا ربعین فی اصول الدین

یہ کتاب امام مسلمین امام فخرالدین رازی اشعری کی تصنیف ہے اور عقائد اہل سنت میں ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے، اس کو امام رازی نے چالیس اصولی مسائل پر ترتیب دیا ہے، جن کا آغاز" حدوث عالم "کی تفصیل سے، اور اختتام "امامت" کے مسئلے پر کیا ہے، پھر چالیسویں اصل کے طور پرعقلیات کے اثبات کے لیے چند مقدمات ذکر فرمائے۔ صفات الہیہ ثبوتیہ و سلبیہ میں اکثر پر مستقل باب قائم کر کے کلام فرمایا، امام رازی چونکہ اشعری ہیں اس لیے انہوں نے اس میں حسن و قبح شرعی پربھی مستقل کام کیا ہے۔ اس میں عصمت انبیا پر عام کتب کلامی سے زیادہ تفصیل موجود ہے۔

مواقف وشرح مواقف

"مواقف" کے مصنف حضرت علامہ قاضی عضدالدین عبدالرحمن ایجی اشعری ہیں جو علامہ سعدالدین تفتازانی کے استاذ ہیں ، علم کلام میں ان کا ایک "رسالہ عضد یہ" بھی ہے۔ مواقف کی شرح علامہ سید شریف علی بن محمد جرجانی نے کی ہے جو "شرح مواقف" کے نام سے مشہور ہوئی ۔ علامہ سید شریف جرجانی کی شرح مواقف کو معقولات اورعلم کلام میں درجہ استناد حاصل ہے۔ اس کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ متعدد ماہرین نے شرح مواقف پر حواشی لکھے ہیں، جن میں علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی کا حاشیہ اور علامہ حسن چلپی کا حاشیہ بہت مشہور ہے، جو شرح مواقف کے ساتھ بطور حاشیہ شائع بھی ہوتا ہے۔

شرح مقاصد

یہ علامہ سعدالدین تفتازانی اشعری کی شہرہ آفاق تصنیف ہے، اسے بھر پورفنی انداز میں ترتیب دیا ہے متن اور شرح دونوں کے مصنف آپ ہی ہیں ۔ آپ کے مقدمے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس تصنیف کے دوران آپ انقلابات زمانہ سے گزرے، حالات بدلتے رہے یہاں تک کہ جب دوبارہ حالات سازگار ہوئے تو اس تصنیف کی تکمیل فرمائی ۔ مصنف نے اس کتاب کو چھ مقاصد پر ترتیب دیا ہے جس میں پہلے مقصد" مبادی" اور دوسرے "امور عامہ" نے پوری تصنیف کوعقلیات اور حکمت کا شاہکار بنادیا ہے۔ علما اور طلبا جوعلامہ تفتازانی کی مختلف فنی کتابوں کے عادی ہو چکے ہیں انھیں اس کتاب سے بھی حظ اٹھانا چاہیے۔[4]

الاعلام بقواطع الاسلام

امام احمد بن محمد بن علی بن حجر المکی الہیثمی اشعری کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب امام ابن حجر مکی نے ان اعتراضات کے جواب میں لکھی جوان کے ایک فتوے پر کیے گئے۔ مسئلہ یہ تھا کہ کسی نے کسی کو کہہ دیا:اے کتے !اے دین سے محروم ! امام ابن حجر مکی نے اس قول کو سخت حرام قرار دیا، اور فرمایا: " بلکہ کفر بھی ہوسکتا ہےوقائل تعزیر شدید کا مستحق ہے۔" اب اعتراض ہوا کہ آپ نے ایسی بات پر کفر کا فتوی دے دیا ہے جو کفر نہیں، لہذا ایسافتوی دینا خودہی کفر ہے۔ اس پر آپ نے اس کی پوری حقیقت فرمائی کہ کسی کو کافر کہنا کب کفر ہوتا ہے اور کب نہیں؟ خلاصہ یہ کہ " الاعلام بقواطع الاسلام" کفر و تکفیر کے مسئلہ کی تحقیقات کا مجموعہ ہے۔

کتب ماتریدیہ

الفقہ الاکبر اور اس کی شرح منح الروض الازہر

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کی کتاب "الفقہ الا کبر" علم کلام کی اولین کتاب مانی جاتی ہے، ماہرین نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف اس کی نسبت پر جزم کیاہے۔ اس کی متعدد شرحیں لکھی گئیں ، جن میں علامہ علی القاری حنفی کی شرح "منح الروض الا زہر" کے نام سے سب سے مقبول ہوئی ۔ ہمارے پیش نظر ملاعلی قاری کی شرح فقہ اکبر کا بیروت کا نسخہ ہے جس میں مصنف نے "الفقہ الاکبر "کی مفصل شرح کے ساتھ ساتھ امام ابوحنیفہ کے وصایا کوبھی درج کر دیا ہے، وصایا کا پورا متن ایک ساتھ شامل نہیں کیا، بلکہ اس کی مختلف عبارتیں جن مباحث سےمتعلق تھیں ان کے ساتھ شامل کردیں۔ نیز اس کے آخر میں ضمیمہ کے طور پر اپنی طرف سے علم کلام کے چند مباحث کا اضافہ کیا ہے جس میں اہم مباحث کلامیہ خصوصا ایمان و کفر کی بحث اور اس سے متعلق کلمات علما درج کیے ہیں۔[5]

العقیدۃ الطحاویہ

امام ابوجعفر طحاوی حنفی کی یہ کتاب علم کلام میں بنیادی ماخذ میں شمار کی جالی ہے، امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ تعالی اپنی کتاب کا آغاز ان کلمات سے کرتے ہیں

> "هذا ذكر ان عقيدة أهل السنة والجماعة على مذهب فقهاء الملة أبي حنيفة النعمان وبن ثابت الكوفي وأبي يوسف يعقوب بن ابراهيم الأنصاري وأبي عبدالله محمد بن الحسن الشيبانى رضوان الله عليهم أجمعين۔"[6]
>
> "یعنی آئمہ ثلاثہ(امام اعظم،امام ابو یوسف اور امام محمد) کے مذہب کے مطابق اہل سنت و جماعت کے معتقدات کا بیان ہے۔ "

متن طحاویہ کی بے شمارشروح لکھی گئیں اور ان کی کتاب اہل علم میں مقبول و متداول مانی جاتی ہے۔

کتاب التوحید

یہ کتاب اہل سنت و جماعت کے امام ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف

ہے۔ اس کتاب کا پورا نام "کتاب التوحید واثبات الصفات" ہے۔ چونکہ یہ کتاب امام ابومنصور امام الماتریدیہ کی تصنیف ہے اس لیے بھی علم کلام کی قدیم ترین اور بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں بھی مسلمانوں میں پیدا ہونے والے مختلف فرقوں خصوصا معتزلہ اور فلاسفہ کے نظریات پیش کیے گئے ہیں۔ اگرچہ اس کی عبارت عام فہم نہیں ہے مگر اپنے مذہب کی تائید میں پوری تفصیل کی گئی ہے، اس لحاظ سے اس کو قدیم کتب کلا میہ میں ضخیم ترین کتاب کہا جاسکتا ہے۔

تبصرۃ الا دلۃ

یہ کتاب امام ابوالمعین میمون بن محمدنسفی ماتریدی کی تصنیف ہے جس کا پورا نام "تبصرۃ الادلۃ فی اصول الدین" ہے۔ یہ کتاب امام ابومنصور ماتریدی کے مسلک پرلکھی گئی ہے۔ یہ کتاب امام ابومنصور ماتریدی کی" کتاب التوحید" کے بعد مسلک ماتریدی کا دوسرا ماخذ مانی جاتی ہے۔ اس میں جابجا معتزلہ کے موقف کا رد کیا گیا ہے۔ علم کلام کے اہم ابواب کا احاطہ کیا گیا ہے، خصوصا الہیات کے تمام مباحث پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے، اور آخر میں نبوت کے مباحث میں رسالت و معجزات کے بیان کے بعد حضور اقدس ﷺ کی رسالت کے اثبات کو نہایت ہی معقول اور دلکش انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں ابطال تشبیہ، ایمان مقلد ،نبوت ورسالت کا اثبات ممتاز ابحاث ہیں۔

عقائد نسفیہ و شرح عقائد نسفیہ

العقائد النسفیہ امام نجم الدین ابوحفص عمر نسفی فی ماتریدی کی کتاب ہے، امام احمد رضا قدس سرہ نے آپ کو معلم جن وانس اور مفتی الثقلین کے لقب سے یاد کیا ہے۔ عقائد نسفیہ کی شرح علامہ سعدالدین تفتازانی نے کی ، جوشرح عقائد نسفیہ کےنام سے مشہور ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ امام نسفی ماتریدی ہیں اور علامہ تفتا زانی اشعری،لہذا متن اور شرح میں کہیں کہیں یہ اختلاف بھی ظاہر ہوجاتا ہے،تا ہم امام العلوم والفنون تفتازانی کا اعتدال اورتسامح ہی کہیے کہ کئی مقام پر مثلاً "تکوین صفت باری" کے بیان میں موقع و محل ہونے کے باوجود آپ نے اس اختلاف کو دبائے رکھنے کی زحمت کی ہے، جس کا اندازہ بین السطور سے خوب ہوتا ہے۔

علامہ تفتا زانی کی یہ شرح ان کی دیگر کتابوں کی طرح ایسی مشہور ومقبول ہوئی کہ اس پر کافی علماء نے حواشی لکھے، ان حواشی میں برصغیر میں سب سے زیادہ مقبولیت علامہ عبد العزیز فرہاری کے حاشیہ "نبراس" کو حاصل ہوئی۔ اس پر علامہ احمد خیالی ، ملا احمد جنیدی ، علامہ عصام الدین اسفرائنی کے بھی حواشی ہیں، اور ان حواشی پر بھی حواشی لکھے گئے ، جن میں علامہ خیالی پرعلامہ عبد الحکیم سیالکوٹی کا حاشیہ مشہور ہےشیخ احمد فرید مز یدی ازہری نے" نبراس" کے علاوہ مذکورہ تمام حواشی اور اس کے علاوہ مزید حواشی ایک جگہ جمع کر کے" شروح وحواشي العقائد النسفي" کے نام سے1433ھ میں بیروت سے شائع کیا ہے۔ یہ مجموعہ حواشی علم کلام کے شائقین کے لیے کسی تحفہ سے کم نہیں۔

درس نظامی کے موجودہ مروج نصاب میں اگر علم کلام کی یہی اکلوتی کتاب شرح عقائد شامل ہو تو ہمارا مشورہ ہے کہ اس کی ابحاث پر کلیۃً قناعت نہ کی جائے ، مثلا بر ہان تمانع کاحجت اقناعیہ قرار دینا،لعن یزید کا مسئلہ وغیرہ، دیگر بڑی کتب کا مطالعہ نہ ہو سکے تو کم از کم المعتمدالمستند یا بہار شریعت اول کا مطالعہ ضرور رکھنا چاہیے، ہاں فن کی تعلیم و تعلم کے اعتبار سے شرح عقائدنسفیہ بے مثال کتاب ہے ۔ [7]

بہار شریعت حصہ اول

صدرالشریعہ علامہ امجدعلی اعظمی ماتریدی کی تصنیف ہے۔ بہارشریت جو کہ فقہی مسائل پر مرتب کی گئی ہے یہ اس کا پہلا حصہ عقیدہ و اصول کا جامع ہے۔ چوں کہ بہار شریعت آپ نے افادہ عوام کے لیے تصنیف کی اس لیے اس کا پہلا حصہ عقائد پر رکھا ، کہ جس طرح لوگوں کو شرعی مسائل کی ضرورت ہے اس سے کہیں زیادہ عقائد کی تفصیل سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یہ اس اعتبار سے بہت اہم کتاب ہے کہ اس میں دلائل وابحاث کے بغیر عقائد اہل سنت و جماعت کا خلاصہ درج کیا گیا ہے ۔ جگہ جگہ مصنف نے علم کلام کی مشکل ابحاث کو بطور خلاصہ تحقیق چند جملوں میں بیان کر دیا ہے۔ علم کلام کے طالب علم کو بڑی بڑی کتابیں پڑھتے وقت تمہید اور معاون کے طور پراس کتاب کو مطالعہ میں رکھنا چاہیے۔ [8]

علم کلام میں امام احمد رضا ماتریدی کی خدمات

اعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز نے اپنی تصنیفات کلامیہ میں کافی کتب کلا میہ سے استدلال واقتباس کیا ہے، جن میں وہ کتابیں شامل ہیں جن کا گز شتہ صفحات میں ذکر ہوا، ان کے علاوہ درج ذیل مز ید کتابیں شامل ہیں۔
مثلاً :" وصایا" امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی کی "المطالب الوفیہ" اور "الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیہ"، امام عبد الوہاب شعرانی کی "میزان الشریعۃ الکبری" اور "الیواقیت والجواہر فی عقائد

الاکا بر" ، شیخ اکبر علامہ محی الدین ابن عربی کی "فتوحات مکیہ"، امام ماتریدی کی "شرح فقہ اکبر"، امام ابو الحسن اشعری کی "الابانۃ فی اصول الدیانۃ" ، امام الحرمین قدس سرہ کی" کتاب الارشاد"،" حاشیہ حسن چلپی" ،"فواتح الرحموت" ۔ امام عبد العزیز بخاری کی" کشف الاسرار "اور "غایۃ التحقیق" ، امام سنوی کی "شرح ام البراہین"،" زبدۃ التحریر"، علامہ قاسم ابن قطلو بغا تلمیذ امام ابن ہمام کا" مسایرہ "پر حاشیہ، "شرح السنوسی للجزائریہ" ، علامہ بیضاوی کی "طوالع الانوار"، اور اس کی شرح "شرح طوالع الانوار"، امام فخر الدین رازی کی "تفسیر کبیر"، فاضل سیف الدین ابہری کی "شرح مواقف"، شرح عقائد جلالی یعنی "الدوانی علی العقائد العضد یہ"،" مسلم الثبوت" ، اس پر مولانا نظام الدین سہالی کی "شرح مسلم الثبوت"، نیز بحرالعلوم علامہ عبدالعلی کی "شرح فواتح الرحموت" ، علامہ خیالی کا" حاشیہ خیالی علی شرح العقائد النسفیہ"، " مختصر العقائد" ، امام قاضی عیاض کی "شفا شریف" ،"سبل النجاۃ"، "کنز الفوائد شرح بحر العقائد"

المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد

یہ ۱۳۲۰ھ کی تصنیف ہے، یہ حضرت علام فضل رسول بدایونی کی تصنیف "المعتقد المنتقد " کا عربی حاشیہ ہے، جس کا پورا نام "المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد" ہے، جس میں مختلف مسائل کلامیہ پرامام احمد رضا قدس سرہ کی تحقیقات انیقہ موجود ہیں ، عقائد کے اصول و فروع میں مصنف سے عموما اتفاق کرتے ہوئے محشی نے ان کی تائید کی ہے، تاہم کچھ مقامات پر اسلوب بیان یا کچھ جزوی امور میں اختلاف بھی کیا ہے۔ اعلی حضرت کی کتب کلا می عموماً عقائد کے کسی ایک مسئلے پر ہوتی ہیں لیکن آپ کے اس حاشیہ میں تمام مسائل عقائد کے متعلق افادات وتحقیقات موجود ہیں۔یہ حواشی اعلی حضرت نے حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ کے مشورے پر تحریرفرمائے۔[9]

قوارع القہار

یہ 1318ھ میں تصنیف فرمائی، پورا نام " قوارع القہار علی المجسمۃ الفجار" ہے، اس کا موضوع نام سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالی کے متعلق جسم وجسمانیات کا نظریہ رکھنے والوں کا رد بلیغ ہے، جیسےکرامیہ اور مجسمہ کےنقش قدم پر چلتے ہوئے اس زمانہ کے لوگوں نے بھی باری تعالی کے لیے مکان وجہت کا قول کیا اور آیت ﴿الرحمن علی العرش استوی ﴾ کو اس کے ظاہری معنی پرمحمول کیا ،ا علی حضرت نے اس کتاب میں اس کا رد بلیغ فرمایا، اللہ تعالی کے مکان و جہت سے پاک ہونے پر اس تصنیف میں جو تفصیل اور جوشان استدلال ہے وہ نہایت ہی ممتاز اور منفرد ہے، جس کے بعدکسی معاند کو بھی جائے مقال نہیں رہ جاتی ، اس میں اعلی حضرت نے آیات متشابہات کے متعلق اور بھی اہل سنت کے موقف کی تفصیل فرمائی ۔ اس تصنیف کو باری تعالی کی تنزیہات کے بیان میں بجا طور پر اعلی حضرت کا تجدیدی کارنامہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

سبحان السبوح

۱۳۰۷ھ میں تصنیف کی گئی، پورانام "سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح" ہے، اس کا موضوع اس کے نام سے ہی ظاہر ہے، یعنی" جھوٹ کے عیب سے اللہ تعالی کی پاکی۔" مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے براہین قاطعہ میں امکان کذب باری تعالی کی حمایت کی ، اور اس امکان کے قائلین پرطعن کو برا کہا جس کی تائید رشید احمد گنگوہی نے کی ، اس سے پہلے اسماعیل دہلوی نے اپنے یک روزی رسالہ میں اللہ تعالی کو جھوٹ بولنے پر قادر قرار دینے کی پرزور حمایت کی اور اس پر اپنے طور پر استدلال بھی کیا، اعلی حضرت قدس سرہ نے ان خرافات کے رد بالغ پر یہ جامع تصنیف پیش کی جس میں اپنے استدلال کو اس قدر اوج کمال پر پہنچایا کہ جس کے بعد کسی کےلئے مجال کلام باقی نہ رہا، یہی وجہ ہے کہ اس تصنیف پر ایک صدی سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود یہ معاندین کی طرف سے لا جواب رہی۔ اس کو بجا طور پر آپ کا تجدیدی کارنامہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ اسی مسئلہ پر ایک اور سوال کے جواب میں ایک مختصر رسالہ "دامانِ باغِ سبحان السبوح" بھی تصنیف فرمایا۔[10]

القمع المبین لآمال المکذبین

انہیں حامیانِ امکان کذب باری نے کتب عقائد کی چند عبارتوں سے استدلال کیا تو اس کے رد پر یہ رسالہ تصنیف فرمایا اور ان کے استدلال کی خامی ظاہر فرمائی۔

باب العقائد والکلام

یہ کتاب الطہارت کا ایک ذیلی رسالہ ہے، جس کا موضوع ہے کہ فرقہ ناجیہ اہل سنت جماعت کے سوا تمام باطل مذاہب کے پیروکار اللہ تعالی کے متعلق درست عقیدہ نہیں رکھتے، سب نے اپنے معبود کو ایسے اوصاف سے متصف

کیا ہے جس سے معبود حقیقی بالاتر ہے، جس کا حاصل یہ کہ در بارہ الوہیت ہی ان کے عقائد درست نہیں۔

انوارالمنان

یہ کتاب آپ نے ۱۳۳۰ھ میں تصنیف فرمائی ، عربی تصنیف ہے، اور اپنے موضوع پر نادر تحقیق، بلکہ یہ بھی علم کلام میں آپ کا ایک تجدیدی کارنامہ ہے۔ اس کا پورا نام" انوار المنان فی توحید القرآن" ہے۔ متاخرین متکلمین نے کلام باری تعالی کے متعلق مشکل ابحاث کے حل کے لیے اسے دوقسموں میں تقسیم کر دیا، کلام لفظی اور کلام نفسی، مگر اعلی حضرت قدس سرہ نے اس تقسیم کو باطل قرار دیا اور اس کے ابطال پر قرآن وحدیث اور اقوال آئمہ سے استدلال کیا، اپنے موضوع پر منفرد تصنیف ہے۔

مقامع الحدید

۱۳۰۴ھ کی تصنیف ہے، جو ایک متفلسف کی ایک تصنیف کا رد ہے، انھوں نے "المنطق الجدیدلناطق النالہ الحدید" کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں فلاسفہ کے ان اصول کی تائید وتشریح کی جو کفریات وضلالات پر مشتمل ہیں، اعلی حضرت نے اس کے رد میں"مقا مع الحدید علی خد المنطق الجدید"، تصنیف فرمائی ، جس میں ان تمام اقوال کفر وضلال کا الگ الگ او تفصیلی رد فرمایا۔

الکلمۃ الملہمۃ

یہ 1338ھ کی تصنیف ہے، یہ اصل میں " فوز مبین در ردحرکت زمین" کا ضمنی رسالہ ہے،" فوز مبین" آپ نے سائنس کے نظریہ حرکت زمین کے رد میں لکھی ، جس میں ایک سو پانچ دلائل سے اسے باطل کیا، اس کی فصل سوم میں ایک تذییل لکھی جس میں فلاسفہ کے دس دلائل کا ذکر کر کےتیس مقامات میں ان کا تفصیلی ردلکھا۔ اس طرح یہ فلسفہ قدیمہ کے رد میں ایک مستقل کتاب ہوئی، جس کا پورا نام"الکلمۃ الملہمہ فی الحکمۃ المحکمہ لوھاء فلسفۃ المشئمۃ"ہے۔ اعلی حضرت قدس سرہ نے " فوز مبین"اور"الکلمۃ الملہمہ "دونوں کا بغور اور بالاستیعاب مطالعہ اہم ضروریات سے قرار دیا ہے، مقامع الحدید اور الکلمۃ الملہمہ کے مباحث کا تعلق اصول عقا ئد سے ہے، کیوں کہ فلاسفہ نے ہیولی ، مادہ،صورت جسمیہ ، افلاک اور ان کی حرکت کو قدیم قرار دیا ہے، حالانکہ اللہ تعالی کی ذات و صفات کے علاوہ کسی چیز کو قدیم ماننا کفر ہے، اس لیے یہ دونوں رسالے اس عقیدہ حقہ کی تفصیل ہیں کہ اللہ تعالی ہی فاعل مختار ہے، اور اس کے سوا تمام عالم اپنے تمام اجزاء اورمشتملات کے ساتھ حادث ہیں۔

خالص الاعتقاد

یہ تصنیف بھی علم غیب کے موضوع پر ہے، جو ۱۳۲۸ھ کی تصنیف ہے، اس کا تمہیدی رسالہ"رماح القہار علی کفر الکفار" بھی ہے۔ علم غیب کے موضوع پران کے علاوہ بھی آپ نے مختلف   جہات سے متعدد تصانیف فرمائیں، مثلا "انباء المصطفی بحال سرواخفی" اور" ازاحۃ العیب بسیف الغیب "وغیرہ۔[11,12]

امورعشرین در امتیاز عقائد سنیین

اس میں آپ نے ایسے بیس امور ذکر کیے جن سے اہل سنت کا دیگر اہل باطل اور بدمذہبوں سے امتیاز ہوتا ہے۔ بہت مختصر اور جامع ہے، دور حاضر میں اہل سنت کے معیار کے لیے یہ ایک نصاب کی حیثیت رکھتا ہے۔

خاتمہ

اس مقالہ (متکلمین اشاعرہ اور ماتریدیہ کی کلامی خدمات)میں ماتریدی اور اشعری علماء کرام کی کتب کے حوالے سے بالخصوص جائزہ لیا گیا ہے اور اس ضمن میں اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان ماتریدی کی علم الکلام کے حوالے سے کتب اور فتاوی رضویہ میں علم الکلام کے حوالے سے آپ کے مخصوص رسائل کا مختصر طور پر تعارف کروایا گیا ہے۔

مصنفین کی شراکت

حفیظہ نسرین اختر نے تحقیقی تصور کی تشکیل، مطالعے کے ڈیزائن اور اعداد و شمار جمع کرنے میں کردا ادا کیا جبکہ سیدہ بانو نے تحقیق کی تکمیل، فارمیٹنگ اور پروف ریڈنگ میں معاونت فراہم کی۔

مفادات کا ٹکراؤ

مصنفین اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ ان کے کسی بھی قسم کے مفادات کا ٹکراؤ موجود نہیں ہے۔

ڈیٹا کی دستیابی

تحقیق میں استعمال ہونے والا ڈیٹا مناسب درخواست پر متعلقہ مصنف سے دستیاب کیا جا سکتا ہے۔

اخلاقی منظوری

لاگو نہیں۔

مالی معاونت

اس تحقیق کے لیے کسی مخصوص ادارے یا ذریعے سے مالی معاونت حاصل نہیں کی گئی

حوالہ جات

1. ۔سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانی
2. ، شرح المقاصد فی علم الکلام،دار المعارف العثمانیہ، 1401ھ،ج2،ص۲٤۳
3. عبد الرحمن بن محمد ابن خلدون، مقدمۃ ابن خلدون، فصل، علم الکلام وما یتعلق بہ، بیروت دار الفکر للطباعة والنشر والتوریع، ۱۹۸۸ء،ص ۴۵۸–۴۶۱
4. أبو حامد محمد بن محمد الغزالي، الاقتصاد في الاعتقاد، *تحقیق* عبد الله محمد الخلیلي، الطبعة الأولی ،بیروت ،دار الکتب العلمیة، ۱۴۲۴ھ،ص۸
5. سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانی، شرح المقاصد فی علم الکلام،دار المعارف العثمانیہ، ۱۴۰۱ھ،ج1،ص٦
6. علی بن سلطان محمد القاری، منح الروض الأزهر في شرح الفقه الأکبر، تحقیق وهبي سلیمان غاوجي بیروت ،دار البشائر الإسلامیة، ۱۹۹۸ء، ص۱۳
7. أبو جعفر أحمد بن محمد *الطحاوي*، العقیدة الطحاویة ،بیروت:دار ابن حزم، ۱۹۹۵،ص۲
8. سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانی، شرح العقائد النسفیۃ، تحقیق احمد حجازي السقا ،القاهرة،مکتبة الکلیات الأزهریة، ۱۹۹۸ء، ۸–۱۰
9. امجد علی اعظمی، بہارِ شریعت، حصہ اول ،مکتبۃ المدینہ،لاہور، ۲۰۱۲ء،ص۵
10. احمد رضا خان القادری، المعتمد المستند بناء نجاة الأبد: حاشیة علی المعتقد المنتقد، از فضل رسول بدایونی، ۱۳۲۰ھ،ص۱۶۰
11. احمد رضا خان، سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح ،دمشق، دار النعمان للعلوم، ۱۳۳۳ھ،ص۱۳۴
12. احمد رضا خان بریلوی، خالص الاعتقاد ،بریلی غوثیہ بک ڈپو، ۱۳۲۸ھ،ص۸۴